اختر الایمان

ترقی پسند تحریک نے اردو شاعری کو فکر و خیال سے مالا مال کرنے کے باوجود اچھے شاعر نسبتاً کم پیدا کیے۔ جذبہ وفکر کی باہمی آمیزش میں عدم توازن اور فکر وفن میں ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تر تخلیقات پایۂ اعتبار کو نہ پہنچ سکیں اور سطحی جذباتیت اور فنی ناپختگی کی وجہ سے پروپگنڈہ اور نعرہ بازی سے زیادہ حیثیت نہ حاصل کر سکیں، تاہم جن شعراء نے فکر ونظریہ کو اپنی شخصیت کا جز بنایا اور تمام شعری روایتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے فکر و تجربہ کو شعری پیکر میں ڈھالا تو ان کی تخلیقات جمالیاتی شان کا ایسا نمونہ بن گئیں جنھیں تنقید کے سخت سے سخت معیار پر پرکھنے کے باوجود کامیاب قرار دیا جاسکتا ہے۔ اختر الایمان کا شمار بھی ایسے ہی شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کی کامیابی کا راز بھی یہی ہے کہ وہ فکر کو جذبہ میں ڈھالنے اور فکر وفن دونوں کو صحیح طور پر برتنے کا ہنر جانتے ہیں۔ فراق گورکھپوری ان کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''نئے شاعروں میں سب سے گھائل آواز اختر الایمان کی ہے۔ اس میں جو چٹیلاپن، تلخی اور جو دہک اور تیز دھار ہے وہ خود بتا دے گی کہ آج ہندوستان کے حساس نوجوانوں کی زندگی کا المیہ کیا ہے۔''

اختر الایمان کی ابتدائی نظموں پہ رومانی شاعری کے اثرات نمایاں ہیں۔ اسی رومانی رنگ و آہنگ کی وجہ سے ان کی اس دور کی نظموں میں ایک طرح کی قنوطیت اور گریز پائی کا احساس ہوتا ہے۔ ''نیند سے پہلے''، ''نقش پا''، ''دور کی آواز''، ''لغزش''، ''تصور''، ''تنہائی'' وغیرہ میں یہ رنگ کافی نمایاں ہے لیکن اختر کو جلد ہی یہ احساس ہو گیا کہ دنیا میں محبت کے سوا اور بھی غم ہیں اور اپنی ذات سے باہر بھی ایک دنیا ہے، چنانچہ وہ اپنی ذات کے خول سے باہر آ کر اپنے عہد کے ابھرتے ہوئے تقاضوں کو سمجھنے اور عصری زندگی کے مسائل کو اپنی شاعری میں سمونے کی طرف متوجہ ہوئے۔

لیکن اس نئے طرز کو اپنانے کے باوجود اختر الایمان نے اپنی شاعری کو نہ تو ن۔م راشد اور میرا جی کی طرح جنسی گھٹن سے ملوث ہونے دیا اور نہ ہی دوسرے ترقی پسند شعراء کی طرح سطحی جذباتیت کے اظہار کا ذریعہ بنایا وہ ماضی کے ادبی ورثہ سے اپنا رشتہ نہیں توڑتے لیکن ماضی کی صالح روایات سے استفادہ کرتے ہوئے ماضی کے غیر صحتمند نظریات وعناصر کو نظر انداز کرنا نہیں بھولتے۔ وہ اپنے خیالات کے شعری اظہار کو وقیع بنانے کی غرض سے تاریخی، سماجی اور جذباتی ہر پہلو کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ وہ سطحی موضوعات سے احتراز کرتے ہوئے زندگی کی تہوں میں اترتے ہیں اور زندگی کے حقائق کا تجزیہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نظموں میں تفکر کا عنصر خاصا نمایاں نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی سیاسی وسماجی نظمیں بصیرت اور تہہ داری کی خصوصیات سے مالا مال ہیں۔

اختر الایمان تلخ سماجی حقائق کے بیان میں جارحانہ انداز اختیار کرنے کے بجائے نرم اور متوازن لب ولہجہ میں اپنی بات کہتے ہیں اور بغاوت پہ اکسانے کے بجائے مایوس نہ ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے اس نرم اور متوازن لب ولہجہ نے ان کی شاعری میں بڑی اثر آفرینی پیدا کردی ہے۔ خاص طور سے ان نظموں کے وہ حصے زیادہ متاثر کرتے ہیں جہاں متضاد جذبات و کیفیات کے اظہار نے ڈرامائی انداز اختیار کرلیا ہے۔ یہ نظمیں اپنی شعریت، جوش اور خلوص کی وجہ سے کافی متاثر کرتی ہیں۔ ''آزادی کے بعد''، ''پیمبر گل'' اور ''سوالیہ نشان'' اس لحاظ سے انکی کامیاب ترین نظمیں ہیں۔

فنی اعتبار سے بھی اختر الایمان کی نظمیں پوری طرح کامیاب ہیں۔ یہ نظمیں ارتقا کے مختلف مدارج سے گزرتی ہوئی پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ ابتداء مرکزی خیال اور خاتمہ کے موضوعات کے مطابق لب ولہجہ میں اتار چڑھاؤ نظر آتا ہے۔ موضوع اور ماحول کے اعتبار سے ہم آہنگ الفاظ استعمال کرتے ہیں، ان کا لہجہ نرم ہوتا ہے اور بڑے دھیمے لہجے میں دل کی آگ باہر انڈیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اختر الایمان نے اپنی نظموں کو مؤثر بنانے کے لئے علامت نگاری کے لطیف شاعرانہ استعمال کا سہارا لیا ہے۔ تشبیہہ واستعارہ کا سہارا لئے بغیر الفاظ کے ذریعہ نمائندہ تصویریں اور بولتے ہوئے لطیف وبلیغ منظر پیش کیے ہیں۔ الفاظ وتراکیب اور تشبیہات واستعارات کے استعمال میں

ندرت و شگفتگی کا خاص خیال رکھا ہے۔ فرسودہ اور پٹے پٹائے الفاظ کے بجائے فارسی، عربی اور ہندی زبان کے ایسے الفاظ استعمال کیے جو نظم کے موضوع سے پوری طرح ہم آہنگ تھے۔ فکر وفن کی انھیں خوبیوں کی وجہ سے فیض کے بعد اختر الایمان ہی کی شاعری کو سب سے زیادہ قبول عام حاصل ہوا۔ ان کے سر پر ادبی عظمت کا یہ تاج عام قاری ہی نے نہیں بلکہ بلند نظر نقادوں نے بھی رکھا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد حسن انکی شاعری کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ''مجموعی حیثیت سے اختر الایمان کی شاعری عہد جدید کے ادبی سرمائے میں ایک اہم اضافہ ہے۔ اسلوب بیان کے انوکھے پن، احساس کی ندرت، شگفتگی، فکر انگیزی، ایمائی انداز اور لفظیات کے نادر ذخیرے کی وجہ سے اختر الایمان کو ہمارے دور کے اچھے شاعروں کی صف میں جگہ دیجائے گی۔''

☆☆☆